حضرت مولانا جلال الدین محمد رومیؒ

محمد فتح اللہ گلن

ترجمہ: محمد شبیر رعنا

دور انسانیت میں بہت ہی کم ایسی ہستیاں ہیں جو انسان کی سربلندی کے لیے اپنی صدائے حق، پاس نفاس، جوش محبت، سچے وعدوں اور کامل رہنمائی کی وجہ سے صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی زندہ و جاوید ہیں۔ حقیقت میں ماضی ایسے عظیم کرداروں کو نہ تو ہم سے جدا کر سکتا ہے اور نہ ہی ان کے خیالات کو متروک کر سکتا ہے۔ ان کے قوت عمل سے لبریز زندہ و جاوید خیالات، تجزیات، تشریحات، روحانی پیغامات ہمارے جدید اور گوناں گوں سماجی مسائل کا قابل قبول نعم البدل پیش کرتے ہیں۔

رومیؒ ایسی ہی ایک زندہ جاوید ممتاز و روحانی ہستی ہیں، گو کہ صدیوں کے طویل ترین عرصہ نے ان کو طبعی طور پر ہم سے جدا کیا ہے وہ آج بھی ہماری آہوں اور سسکیوں کو سنتے ہیں۔ ہماری حالت زار سے اچھی طرح باخبر ہیں۔ ہمارے احساسات اور غموں میں شامل ہیں۔ اور ہمارے پیچیدہ اور گوناں گوں مسائل کا بے مثل حل مسحور کن آواز میں پیش کرتے ہیں۔ جس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ وہ صدیوں پہلے اس دنیا فانی میں تشریف فرما تھے۔ وہ آج بھی ہمارے درمیان ہماری راہنمائی کے لیے موجود ہیں۔ وہ عظیم روحانی ہستی نور ہدایت سے منور ہے۔ جو ہر لحہ انسانیت کے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ سے نور ہدایت کے فیوض و برکات حاصل کرتی ہے اور اس مقدس و متبرک نور کو شش مہات مختلف انداز میں پھیلانے میں مصروف ہے۔ مولانا رومؒ خاصہ خاصان اولیا کرام میں سے ہیں۔ ان کا قلب خدا کے عشق اور اخلاص کی دولت سے معمور ہے۔ وہ پاکیزہ ہستی جن کے الفاظ انسانیت کے لیے منارہ نور ہیں اور انسانیت سے محبت کرنے والی عظیم شخصیات میں ممتاز اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ وہ حضرت اسرافیل کے مقدس مشن کے کل بھی امین تھے اور آج بھی مردہ دلوں میں روحانی زندگی کی شمع روشن کر رہے ہیں۔ انہوں نے مردہ دلوں میں آب حیات سے زندگی کی روحانی اور اخلاقی رمق دمق پیدا کی، اور آج بھی اس روحانی زرخیزی کا عمل خیز جاری کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے سالکین کو نور ہدایت سے مستفید فرمایا اور آج بھی انسانیت کو اپنے نور سے منور فرما رہے ہیں۔ وہ اپنے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کی حقیقی جانشین تھے اور آج بھی اس مسند غلامی پر جلوہ افروز ہیں۔

مولانا جلال الدین رومیؒ مرد کامل اور مرد خدا ہیں جنہوں نے خدا کے قرب کے حصول کے لیے برق رفتاری سے روحانی منازل طے کیں۔ انہوں نے دوسرے لاتعداد افراد میں اس روحانی سفر کو طے کرنے کا پاکیزہ جذبہ بیدار کیا۔ ایسا عظیم روحانی سفر طے کرنے کا جذبہ صادق جو قرب خدا کے حصول کی جستجو کو تیز تر کر دے۔ وہ ایک متوازن صاحب حال مرد کامل تھے۔ جنہوں نے

شدید جذبہ محبت سے اپنی پاکیزہ زندگی کو روحانی معراج کی رفعتوں سے ہم کنار کیا۔انہوں نے دوسرے افراد میں بھی ان پاکیزہ احساسات کو تحریک دی۔اور آج بھی اس روحانی تحریک کے روح رواں ہیں۔رومیؒ نے اپنے عشق خدا اپنے علم مدنی اور خدا کے ساتھ اپنے شدید لگاؤ کے علاوہ انہوں نے خوف خدا اور ادب کی وجہ سے شہرت دوام اور ممتاز مقام حاصل کیا ہے۔انہوں نے انسانیت کو اپنے مسحور کن انداز میں حقیقت ابدی کی تلاش کرنے کی طرف مائل کیا۔آج بھی اس روحانی تحریک کی راہنمائی فرما رہے ہیں آج بھی اس روحانی تحریک کی راہنمائی کر رہے ہیں آج بھی ان کی صدائے حق ہر فرد کو حقیقت ابدی کی شدید محبت رب العزت کے خصوصی فضل وکرم کا مرہون منت تھا۔ان کی پاکیزہ زندگی رب کی سچائی اور حقانیت کی واضح شہادت پیش کرتی ہے۔ بیک وقت جیسے وہ اپنے دور کے افراد سے انتہائی موثر انداز میں مخاطب ہوتے تھے۔وہ اپنے اس عظیم مشن میں بہت ہی زیادہ صاحب اثر تھے۔انہوں نے اپنی صدائے حق اور پاس انفاس میں ایسی اخلاقی اور روحانی قوت کو اجاگر کیا تھا جو کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی صدائے حق اور پاس انفاس کا کامل پرتو تھا۔رومیؒ کی صدائے حق آج بھی صدیوں کے طویل عرصہ کے بعد جذبہ اشتیاق سے سماعت کی جاتی ہے۔وہ ایسی مسرت بخش آواز میں مخاطب ہوئے کہ انہوں نے نہ صرف اپنے ہم عصر معزز عوام کی مکمل راہنمائی فرمائی، بلکہ دور حاضر کے انسانوں کی بھی مکمل راہنمائی فرما رہے ہیں۔خداوند قدوس نے ان کو یہ عظیم فریضہ سر انجام دینے کے لیے منتخب فرمالیا تھا۔اس مقصد عظیم کے لیے رب ودود نے رومیؒ کو روحانی اکملیت اور جسمانی جاہ وجلال سے مزین فرمایا تھا تاکہ وہ اس منصب جلیلہ میں مکمل طور پر نمایاں کامیابی حاصل کرسکیں۔ان کا قلب اظہر نور خدا کے انوار وتجلیات سے منور تھا۔اسی طرح ان کی قدومنزلت اوران کی عقل سلیم کی وجہ سے بہت ہی نمایاں اور ممتاز ہے اوران کی عقل سلیم کی ضیا،اس طرح سے منور ہے جس طرح ایک گوہر نایاب چمکتا دمکتا ہے ان کی خودی کو رب ذوالجلال کے مقدس رموز واسرار اور علم معرفت نے مکمل طور پر اپنے احاطہ میں لیے ہوئے تھا۔ان کی روحانی آنکھیں اسی خصوصی نور سے منور تھیں۔

آسمان ولایت پر مولانا جلال الدین رومیؒ ایک روشن ستارے کی طرح چمک دمک رہے ہیں اور آج بھی اپنے زمانہ زندگی کی طرح دعوت حق کا منبع اور مرکز ہے۔انہوں نے چراغ ولایت کے تمام اوصاف جلیلہ کو اپنی ذات میں مکمل طور پر متشکل کیا ہوا ہے۔اور وہ یہ نور صداقت پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ سے مسلسل حاصل کر رہے ہیں۔خداوند کائنات کی کثیر تعداد میں خوش بخت مخلوق ازخود وجدانی طور پر اس شمع ولایت کی جانب کشاں کشاں کھنچی آتی ہے۔رومیؒ کے نور ولایت نے لاکھوں روحانی تتلیوں کو اپنی روحانی کشش سے اپنا دیوانہ بنایا ہوا ہے۔وہ اس ضیائے حق کے حصول کی خاطر ان کی طرف کھنچی آتی ہیں۔انسانیت جن اوصاف کاملہ کی جستجو میں سرگرداں ہے، رومیؒ اس تحریک کے راہبر کامل ہیں۔قرآن پاک میں جو صداقتیں بیان کی گئی ہیں، رومیؒ ان حقائق اور معارف آیات قرآنی کے محتاب مفسر ہیں۔عشق مصطفےٰ ﷺ کے خوش اسلوب اور رواں گفتار ترجمان ہیں۔رومیؒ نے انتہائی کامیابی سے معرفت کی زبان استعمال کرکے انسانوں کی خدا کے عشق میں رواں دواں ہونے کی راہنمائی کی ہے۔جو حضرات ان کے حلقہ ارادت میں ایک مرتبہ شامل ہوئے، انہوں نے عقیدہ وحدت الوجود کا مکمل فہم اور ادراک حاصل کرلیا تھا۔

جوان کی راہنمائی میں قرآن پاک کا بغور مطالعہ کرتے ہیں ان کی زندگی میں ایسا روحانی انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ جس طرح عظیم تر روحانی واخلاقی انقلاب اصحاب رسول ﷺ کی زندگی میں بیان کیا جاتا ہے۔ جب رومیؒ کے فیض یافتہ احباب نے قرآن پاک کی آیات مقدسہ کی تفسیر بیان کی۔ تمام قلوب واذہان نے اسی نور ہدایت سے استفادہ کیا جو کہ رومیؒ کی عقل سلیم نے ان میں منور کیا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آسمان معرفت کے تمام رموز واسرار ان کے ذکر ذات 'اللہ' کرنے سے ان پر عیاں ہو جاتے تھے۔

رومیؒ کا عشق الٰہی ایک شعلہ فشاں ولولہ تھا۔ خداوندی کے حصول کے لیے انمٹ درد اور مستقل جذب شوق اور اعلیٰ اشتیاق رکھتا تھا۔ وہ عشق الٰہی اور شوق معرفت کا روحانی جذبہ اپنی خلوت نشینی اور زہد وتقویٰ کو معاشرتی سرگرمیوں میں بروئے کار لاتے تھے۔

یہ ان کی خلوت نشینی کا ثمر تھا کہ ان سینہ حقیقی وصل خدا کے لیے کھل گیا تھا۔ اس تنہائی اور خلوت میں ہر چیز سے علیحدگی صرف اور صرف خدا کے قرب اور وصال کے لیے اختیار کی۔ حتیٰ کہ وہ عشق حقیقی میں آتش فشاں اجرام فلکی کی مانند ہو گئے تھے۔ اور جب کہ بہت سے افراد کے لیے آتش عشق الٰہی میں جلنے کا ادراک اور روحانی تجربہ سے گزرنا بہت ہی مشکل امر ہے۔ رومیؒ نے کبھی بھی چند قطروں پر قناعت نہ کی اور نہ ہی بے صبری کا مظاہرہ کیا، کیونکہ ایسی شعلہ فشاں جذب محبت کے ولولہ انگیز جذبات، آتش عشق الٰہی کی تپش کے لیے لازمی جز ہے اور کسی شکایت یا شکوہ کے اظہار سے پرہیز کرنا راہ عشق میں فرض عین ہے۔ رومیؒ کے مطابق جو لوگ اللہ تعالیٰ سے حقیقی عشق کرنے کی تعلیم دیتے ہیں وہ ہمیشہ اپنا یہ عہد یاد رکھیں کہ وہ شعلہ فشاں جذبات کے ساتھ اللہ سے محبت کرتے تھے۔ یہ وہ گراں قیمت ہے جو ہر باوفا عاشق اللہ کے عشق میں فنا حاصل کرنے کے لیے ضرور ادا کرتا ہے۔ مزید انہیں ایسے بلند پایہ اخلاق اور روحانی رویوں میں سرمست رہنے چاہیے کہ وہ کم خور وکم خواب ہوں اور اپنی گفتگو میں ہمیشہ رب تعالیٰ کی طرف مکمل طور پر متوجہ رہیں۔ اور جب ایسا مرد کامل خدا کے عشق میں فنا ہو کر لازوال نعمت عشق حاصل کرتا ہے تو وہ لازمی طور پر حیران کن روحانی تجربات سے گزرتا ہے۔

رومیؒ نہیں سمجھ سکتے کہ ایک عاشق کیسے غفلت کی نیند سو سکتا ہے اور وہ کیسے محبوب سے ملاقات کے وقت غافل رہ سکتا ہے۔ ان کے نزدیک غفلت کی نیند محبوب کو ناگوار گزرتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو ہدایت فرمائی۔ اے داؤدؑ جو لوگ میرے دائمی ذکر سے غافل ہو کر سوتے ہیں اور پھر مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ یہی رومیؒ کہتے ہیں کہ جب رات شروع ہوتی ہے عاشق اللہ سے بہت ہی شدید محبت کی وجہ سے بیدار اور ہوشیار ہو جاتا ہے۔ رومیؒ نے یہ دعویٰ زبانی نہیں کیا بلکہ اپنے دعویٰ کی اپنے اعمال سے بھرپور تائید کی۔ مندرجہ ذیل اشعار ان کے دیوان کبیر سے منتخب کیے گئے ہیں، جو انتہائی خوبصورتی سے ان کے جذبات اور ولولہ انگیز احساسات کے سمندر سے ایک طوفان کی مانند اٹھتا ہے۔

میرا ٹوٹا ہوا غریب وناتواں دل دشت محبت میں مجنوں کی طرح ہے

جس کے جسم کا انگ انگ فنا ہو چکا ہے۔

مجھ میں خدا کی محبت کا حق ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے

ہر صبح وشام میں نے محبت کی زنجیروں کی گرفت سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کی کوشش جاری رکھی ہے۔

وہ زنجیر جس نے مجھے قید میں ڈال رکھا ہے۔

جب محبوب کے خواب شروع ہوتے ہیں، میں اپنے آپ کو لہولہو پاتا ہوں۔

کیونکہ میں مکمل طور پر ہوش وحواس میں نہیں ہوں۔

مجھے خدشہ ہے کہ میں اپنے محبوب کو اپنے خون دل سے رنگین کردوں۔

حقیقت میں اے محبوب حقیقی! تو حوروں کو لازمی حکم دے کہ وہ ضرور جان سکیں کہ میں تمام رات کیسے جلتا ہوں۔

ہر کوئی آرام کی نیند سو چکا ہے

مگر میں وہ ہوں جس نے اپنا دل تیرے حضور پیش کیا ہے۔

غافلوں کی طرح سونا پسند نہیں کیا۔

تمام رات میری آنکھیں آسمان کی طرف تکتی ہیں۔

ستاروں کو گنتی ہیں۔

محبوب کی شدید محبت نے میری نیند کو مکمل طور پر اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ میں یقین نہیں کرتا کہ وہ دوبارہ کبھی آئے گی۔“

اگر رومیؒ کے گلدستہ شاعری سے عمیق عرق ریزی کی جائے تو ان کے کلام محبت سے عشق و مستی، محبت شدید اور عقیدہ وحدت الوجود کی توانائی معصوم ولنتظر آہیں اور سسکیاں، تمنائے دیدار محبوب اور ملاقات رب ودود کے سچے جذبات ٹپکیں گے۔

رومیؒ نے ساری عمر عشق و مستی کا اظہار کیا۔ اور وہ یقین کامل رکھتے تھے کہ وہ اپنے جذبہ عشق ومحبت کی بدولت اللہ کو محبوب ہیں اسی طرح وہ اپنے عشق اور اللہ سے اپنے کامل تعلق کا اظہار کرتے تھے۔ جب وہ اللہ سے عشق کرتے تھے تو اس پاکیزہ عمل میں تنہا نہ تھے۔ انہوں نے اپنی قرابت اور محبت میں بہت سی متبرک ہستیوں کو شامل رکھا۔ جو رومیؒ کے حلقہ محبت میں ہر وقت موجود رہتے تھے۔ وہ یقین رکھتے تھے کہ وفا کی حساسیت کے لیے ناگزیر ہے کہ وہ جام محبت جو ان کو رب کی جانب سے انہیں پیش کیا جاتا تھا وہ جام محبت اپنے تمام حلقہ احباب کو پیش کریں۔

مندرجہ ذیل شعران کے عظیم، اعلی وارفع روحانی سفر کی حقیقت اور آشنائی کی بھرپور نمائندگی کرتے ہیں۔

محبت کا براق میری روح اور ذہن بلکہ دل اور سب کچھ اپنے اوپر سوار کر کے لے گیا ہے۔

مت پوچھ کہ کہاں لے گیا ہے۔

میں ایسے مقام رفعت میں پہنچ چکا ہوں جہاں کوئی چاند نہیں ہے، نہ دن ہے

میں ایسے جہاں میں پہنچ چکا ہوں جہاں پر یہ دنیا نہیں ہے۔

رومیؒ کا بلند ترین روحانی سفر پیغمبر اسلام ﷺ کے مقام رفعت کا پرتو تھا، جس کو سلیمان جلی نے یوں بیان فرمایا ہے۔ (جلی ترکی زبان میں میلاد شریف کے مصنف ہیں، جو کہ سرکار دو عالم، نور مجسم حضرت محمد ﷺ کے میلاد شریف کے موقع پر خوش کن لہجہ میں پڑھا جاتا ہے۔)

وہاں کوئی افق نہیں، کوئی زمین نہیں، اور کوئی آسمان نہیں ہیں۔''

جو کچھ ان کی روح مبارک سماعت فرماتی تھی، اور نظارہ کرتی تھی، وہ رب العزت کا خاص فضل و کرم تھا۔ جو کہ جسمانی آنکھوں سے نہیں دیکھا جا سکتا اور نہ ہی جسمانی کانوں سے سماعت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی انسانی ذہن اس کا احاطہ کر سکتا ہے۔ ایسے کامل فیض کا پرتو سب کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ رومیؒ روحانی مقام ارفع پر پرواز کرتے تھے اور نظارہ کرتے تھے۔ لطف انداز ہوتے تھے اور وہ کامل علم رکھتے تھے جو کہ ایک فانی ہستی کے لیے ممکن ہے۔ وہ حضرات جو دیکھ نہیں سکتے، وہ کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے، جو لذت نظارہ سے لطف اندوز نہیں ہوتے ہیں جو انہوں نے رب العزت کے فضل و کرم سے حاصل کیا ہے۔

اور جو اسرار وحدت کو ظاہر کرتا ہے اکثر وہ لوگوں کے عقل و شعور کے معیار سے ماوراء ہوتا ہے جیسا معروف ترکی شاعر غالب فرماتے ہیں:

''محبوب حقیقی کی شمع کا ایسا حیران کن نور ہے کہ جنتی چراغوں میں نہیں سما سکتا''

مخلوق خدا کی محبت اور اللہ سے تعلق کا جوش و ولولہ جیسا کہ رومیؒ بیان کرتے ہیں، عشق خدا کی روحانی تحریک کو منظم انداز میں آگے بڑھانے کا پاکیزہ عمل ہے۔ رومیؒ جس کی فطرت مقدس شراب وحدت اور محبت وحدت کے جام سے لبریز تھی، نے تمام کائنات کو اپنی انتہائی ترقی یافتہ پاکیزہ محبت کی آغوش میں لے لیا تھا۔ وہ مخلوق سے مکالمہ کرنے میں مشغول تھے اور یہ سب فیضان خدا کی محبت اور نگاہ کرم اور ان کے محبوب حقیقی سے تعلق کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تمام ترتیب اور کسی قدر الجھی ہوئی تاویلات کا رومیؒ کی حقیقت کو بیان کرنے یا سمجھانے سے دور کا تعلق بھی نہیں رکھتی ہیں۔ یہ بے ربطگی رومی سے میرے خاص تعلق کی کاوش اور تلاش کا لازمی نتیجہ ہے۔

ایک قطرہ ناچیز سمندر کی حقیقت بیان نہیں کر سکتا نہ ہی ایک معمولی کرن آفتاب کی حقیقت کو بیان کر سکتی ہے اب جب کہ ان کی روشنی دوبارہ زمین پر ہر طرف بکھری ہے۔ میں چند فقروں میں مولانا جلال الدین رومیؒ کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں،

رومیؒ ۱۲۰۷ء میں بلخ کے شہر میں پیدا ہوئے۔ اس وقت تمام ایشیا سماجی و سیاسی اور عسکری نقصانات برداشت کر رہا تھا۔ ان کے والد گرامی محمد بہاؤالدین الصدیقی، جن کا سلسلہ نسب دس واسطوں سے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے جو اسلام کے پہلے خلیفہ تھے۔ طاہر المولوی کے مطابق رومیؒ کی والدہ ماجدہ بھی سرکار دو عالمؐ کی نسل پاک سے تعلق رکھتی تھیں۔ رومیؒ اس متبرک اور مطہر خاندان کے شجر محمود کا مقدس ثمر تھے۔ سلطان العلماء کی حیثیت خاص میں ان کے والد گرامی مرد حق اور وارث پیغمبر

اسلام تھے۔ رب العزت کے دیگر اولیاء کاملین کی طرح، انہوں نے سخت مصائب برداشت کیے اور بالآخر ہجرت کرنے پر مجبور کر دیے گئے۔ رب العزت کے دیگر اولیاء کاملین کی طرح، انہوں نے سخت مصائب برداشت کیے اور بالآخر ہجرت کرنے پر مجبور کر دیے گئے۔ اس طرح انہوں نے خوارزم کی سرزمین کو چھوڑا، جہاں وہ پیدا ہوئے تھے اور ایک اذیت ناک اور طویل ترین سفر طے کیا جو مختلف مقام منازل پر مشتمل تھا۔ سب سے پہلے انہوں نے اپنے افراد خاندان کے ہمراہ مقدس سرزمین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حاضری دی۔ یہاں سے انہوں نے دوبارہ سفر شروع کیا اور دمشق میں کچھ عرصہ قیام پذیر رہے۔ جہاں ان کی ملاقات بہت سے اولیاء کاملین سے ہوئی۔ ابن العربی جیسے اولیاء اللہ سے روحانی کمالات اور فیوض و برکات سے استفادہ کیا۔ چھ یا سات سال کی کم عمری میں رومیؒ نے اپنے والد گرامی کے ہمراہ ان تمام حالات و واقعات کا مشاہدہ کیا۔ ان کی روحانی اسرار و رموز دریافت کرنے کی عادت اور حسن تجسس نے ان کو اس قابل بنا دیا کہ وہ تمام تجربات اور احوال کا غیر معمولی لیاقت سے احاطہ کر سکیں۔ اس کم عمری میں رومیؒ نے اپنے پاکیزہ ماحول کو مکمل طور پر دل نشین کر لیا تھا۔ اور ان پر ابن عربی کے رموز و اسرار روحانی حقیقت مکمل طور پر منکشف ہو گئی تھی۔ رومیؒ نے ابن عربی سے کامل یکسوئی سے روحانی فیض حاصل کیا۔

گردش لیل و نہار نے ان کی ہجرت کے سفر کو کبھی چین نہیں لینے دیا۔ اس سخت سفر ہجرت نے اُنہیں گوناں گوں فیوض و برکات، فیضان روحانی اور وجرانی تحریک سے مستفید کیا۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور بالخصوص پیغمبر اسلام ﷺ کی پیروی میں رومیؒ تواتر کے ساتھ ان فیوض و برکات اور روحانی انعامات کو تلاش کرنے میں کامیاب و کامران رہے۔ تقدیر الٰہی نے ان کو جو کچھ عطا کیا، رومیؒ نے قبول کیا۔ اور رب العزت نے انہیں کثیر احسانات اور انعامات سے سرفراز فرمایا تھا۔

یہ متبرک اور ممتاز خاندان سفر کے دوران شہر Erizncan اور پھر کرامان Karaman قیام پذیر ہوا۔ اس مختصر قیام کے دوران رومیؒ نے کرامان میں مختلف عرصہ کے لیے میں Halavey School میں تعلیم حاصل کی۔ مزید اس مدرسہ کے علاوہ انہوں نے دینی علوم اور روحانی سائینسز Spirtual Sciences کی تعلیم دمشق اور Aleppu کے مدارس سے حاصل کی۔ گریجویشن کرنے کے بعد قونیہ تشریف لائے۔ جس کو انہوں نے مستقل مسکن بنالیا۔ اور بہت ہی عزت و مرتبہ سے قونیہ کی سرزمین کو سرفراز فرمایا۔ یہاں پر انہوں نے حضرت شمس الدین سمرقندی کی بیٹی Gekher Khafun سے نکاح فرمایا۔ کچھ عرصے بعد رومیؒ کے والد گرامی سلطان العلماء اللہ کو پیارے ہو گئے۔ بہاء الدین ترمزی کی نگرانی میں رومیؒ نے اپنا طویل روحانی سفر شروع کیا۔ چند برسوں کے بعد رکن الدین زرکوبی کی تجویز پر رومیؒ نے حضرت شمس الدین تبریزی سے قونیہ میں ملاقات کی، جو اس وقت قونیہ کے سفر پر تھے۔ شمس الدین تبریزیؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ اعلیٰ وارفع روحانی منازل طے کیں، اور ایک مرد حق اور مرد کامل کے اوصاف طیبہ اپنی ذات اقدس میں جمع کیے۔ یہ شمس تبریزیؒ کا فیضان نظر ہے کہ رومیؒ نے روحانی رموز و اسرار کی بنا پر تمام دنیا میں شہرت دوام حاصل کیا۔

اب تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے درحقیقت ایک غیر معمولی روحانی ہستی سے متعلق چھوٹے دریچے کھولنے کی ایک کوشش، عمل کرنے والے حقیقی عاشق اور سچے نمائندہ کی حیات مبارکہ بیان کرنے کی سعی ہے۔ یہ کوشش ان کی زندگی کے چند مبارک روحانی گوشوں کی تصویر پیش کرتی ہے جس نے اپنی تمام زندگی اخروی زندگی کے لیے وقف کردی تھی۔

میرا یہ قطعاً ارادہ نہیں کہ ایسی عظیم اور پاکیزہ ہستیوں سے متعلق بحث کی جائے جو بالآخر خدانخواستہ اضطراب اور ابہام کا باعث ہو۔ تاہم ایک انسان ضرور حیران ہوگا کہ آیا رومیؒ نے شمس تبریزیؒ کے لیے شہرت دوام کا افق تلاش کیا یا شمس تبریزیؒ رومیؒ کو ایک ایسے غیر مرئی دیدہ جہاں میں لے گئے۔ کون کس کو حقائق کی اصل حقیقت اور عشق اور راحت کی بلندیوں پر لے گیا۔ کس نے کس کو حقیقت کی تلاش میں محبوب حقیقی کی طرف راہنمائی کی۔ ان سوالات کے جوابات دینا انسان کے علم و شعور سے بالا ہیں۔

کم از کم کوئی صاحب ذوق صرف یہ کہہ سکتا ہے "اس متبرک وقت کے دوران دو روشن دماغ اور بیدار روحیں دو سمندروں کی مانند اکٹھی ہوئیں اور ایک دوسرے میں ضم ہوگئی۔ فیوضات ربانی سے انعام یافتہ اپنے اپنے عطیات اکرام ربانی جو انہوں نے اپنے رب سے حاصل کیے تھے ایک دوسرے کو خوب خوب نوازا۔ دونوں بزرگ ایسے بلند ترین روحانی مقامات پر فائز تھے۔ جن مقامات پر عام انسان از خود آسانی سے نہیں پہنچ سکتا۔ روحانی اشتراک سے دو روحانی راحتوں، محبتوں اور انسانیت کی بلندیوں اور رفعتوں پر خدا کی رضا کے لیے مصروف عمل رہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے زمانہ کو اپنے فیوض و برکات سے منور کیا اور انہوں نے آنے والے تمام ادوار کو مستفید اور متحرک کیا۔ جس کا روحانی فیض آج بھی جاری ہے۔ آب شیریں کا چشمہ رحمت جو انہوں نے دریافت کیا آج بھی وہ چشمہ رحمت پیاسی روحوں کو سیراب کر رہا ہے۔ صدیوں کا عرصہ گزرنے کے باوجود آج بھی دونوں روحانی ہستیاں دلوں کے دریچوں میں آباد ہیں اور لاتعداد افراد کو انہوں نے اپنے فیوض و برکات سے منور کیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ رومیؒ نے اپنے والد بزرگ جو کہ سلطان العلماء تھے کے علاوہ مزید مختلف وسیلوں سے روحانی علوم حاصل کیے تھے۔ اپنے سفر روحانی کے دوران ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے بہت سے ہم عصروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ان کی محبت، صلہ رحمی اور خدا ترسی دنیا کے سات سمندروں کی طرح رواں تھی۔ یہاں تک کہ جب وہ طبعی طور پر انسانوں کے درمیان موجود تھے، رومیؒ نے رب العزت کے قرب خاص میں غرق ہونے کا ہنر سیکھ لیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی پر تاثیر تحریروں کے علاوہ دوسروں پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش نہ کی۔ وہ ہدایت کا ایک منور ستارہ تھے۔ جو پیغمبر اسلام ﷺ کی روحانی زندگی کا کامل عکس تھے۔ اس طرح وہ ان چند متبرک ہستیوں میں شامل ہیں جنہوں نے زمان و مکان کو شاندار روحانی فیض سے فیضیاب کیا۔

رومیؒ روایتی صوفیوں کی طرح نہ طالب تھے نہ درویش، نہ خلیفہ تھے اور نہ آقا تھے۔ انہوں نے ایک نیا سلسلہ طریقت تشکیل دیا۔ اس سلسلہ طریقت میں احیائے اسلام کا عظیم جذبہ کارفرما تھا۔ انہوں نے قرآن و سنت سے اسلامی تزکیہ نفس، روحانی

اور عقلی استدلال اخذ کیے گئے تھے ان کا سلسلہ اسی رنگ کا رنگا ہوا تھا۔ وہ ایک نئی صدائے حق اور پاس انفاس کی مدد سے اپنی ہم عصر نسل اور آنے والے ادوار کے لوگوں کو بڑی کامیابی سے ایک جدید روحانی دستر خوان پر اکٹھا کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ جہاں تک ان کے اللہ سے تعلق کا معاملہ ہے وہ مرد حق اور مرد عشق تھے جو ان کے حضور خدا کی جستجو کے لیے حاضر ہوئے۔ انہوں نے رومیؒ کو خدا ترس، مہربان اور خدا کی وحدت اور محبت کا جام تھامے ہوئے پایا۔ ہاں جیسے آسمان کے بادلوں سے رحمت کی بارش برستی ہے، اگر ان کے تمام گلدستہ شاعری کو نچوڑا جائے تو اس سے عشق الٰہی اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے چشمے پھوٹتے ہوئے ملتے ہیں۔ مثنوی شریف ان کی ولولہ انگیز محبت کے جام سے لبریز آخری تصنیف ہے۔ یہ ایک ایسی مقدس کتاب ہے جو ہدایت آموز ہے۔ اس عظیم کتاب کو ان کے مقبول نظر خلیفہ حسام الدین چلی نے ترتیب دیا۔ یہ عظیم الشان کتاب ان کے متاثر کن اور یادگار روحانی موضوعات پر مبنی ہے۔ ان کی صحبت اور حقیقی محبت طوفانی موجوں سے لبریز اعلیٰ وارفع شدید محبت کے بہاؤ کو چھوڑی لہروں میں مقید کر کے پیش کرتی ہے تاکہ روح محبت کو انسانوں کا بڑا طبقہ سمجھ سکے۔ جو اعلیٰ اور لطیف روحانی لیاقت نہیں رکھتے۔

ان کا دوسرا مجموعہ، دیوان کبیر بھی اسی طرح کی اعلیٰ وارفع شدید محبت کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور ان کی روحانی استعداد اور اعلیٰ درجہ کی وجدانی وسعت کا پتہ دیتا ہے۔

مثنوی معنوی میں احساسات اور خیالات ایسے لطیف پیرائے اور انداز میں اکٹھے کیے ہیں کہ وہ ہماری سمجھ اور شعور میں ابہام اور پریشانی پیدا نہیں کرتے اور ایسے اسلوب میں بیان کیے ہیں کہ ماورائے عقل نہیں ہیں۔ جہاں تک دیوان کبیر کا تعلق ہے، اس کا ہر شعر آتش فشاں ہے۔ بہت سے قاری ان کے معنے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ایک محتاط تحقیق یہ ثابت کرے گی کہ یہ عظیم الشان کتاب رومیؒ کے روحانی اور وجدانی خیالات وتصورات فنا فی اللہ اور بقا باللہ مع اللہ اور روحانی دنیا کے اسرار سمجھانے کے لیے معاون کتاب ہے۔ جو رومیؒ کے اس دیوان میں ان کے ولولہ انگیز عشق الٰہی کا مکمل ادراک کر سکتے ہیں وہ ان کے طوفان محبت اور عالم استغراق کے سامنے اپنے آپ کو شدید اور حیران کن سراسیمگی میں پائیں گے۔ جس کا آتش فشاں کے عمل سے موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ مولانا روم کے عظیم کلام کا بہت سے لوگ مکمل ادراک نہیں کر سکتے۔ ان کے کلام کے لطیف معنی ان کی عقل سے ماوراء ہیں مگر ان کے کلام سے روحانی اثرات کا پرتو اور روحانی رنگ جب قاری پر چڑھتا ہے تو قاری اسے طبعی زندگی سے متصادم پاتا ہے۔

جلال الدین رومی مختلف روحانی ثمرات سے فیضیاب ہو کر پروان چڑھے۔ ان ذرائع میں مذہبی مدارس، صوفیانہ خلوت گاہیں اور خانقاہیں شامل ہیں جہاں صوفیائے کرام سخت ریاضتوں اور مجاہدوں سے تربیت حاصل کرتے تھے۔ رومیؒ نے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لی تھی۔ انہوں نے اپنے طریقت کے اصولوں سے اپنی روح کی آبیاری کی۔ حتیٰ کہ وہ آسمان ولایت پر قطبی ستارہ کی طرح چمکے، وہ چمکتے دمکتے مکمل چاند تھے جو کہ اپنے مدار میں حرکت کرتا ہے وہ ایسے عظیم بطل روحانی تھے جو ایسے بلند ترین

مقام روحانیت پر فائز ہوئے جہاں وہ فائز ہونا چاہتے تھے۔ اور اس مقام پر قیام پذیر ہوئے جہاں قیام پذیر ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے جن عجائبات کا نظارہ کیا۔ ان عجائبات کا انتہائی عرق ریزی سے مطالعہ کیا، اور جو کچھ محسوس کیا۔ اس کی بے نظیر قدر پیمائی کی۔ انہوں نے کبھی بھی ناموافق اور ناگوار رویہ اپنے روحانی سفر میں ظاہر نہیں کیا اور نہ کبھی کسی ناگوار سلوک میں شامل ہوئے ان پر روحانی انعامات وفیوضات کی بہت کثیر تعداد ہے۔ رومیؒ نے کبھی بھی فیوض و برکات حاصل کر کے انہیں ذرہ برابر بھی ضائع نہ کیا۔

اپنے بہت سے ہم عصروں کی طرح انہوں نے اپنے روحانی کمالات کو صوفی شاعری میں بہت زیادہ موثر انداز میں نظم لیا ہے۔ وہ اکثر اپنی محبت اور عشق کو ایسے مسحور کن الفاظ میں ڈھالتے ہیں جو قیمتی موتیوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔ شاعری کے ابہام انگیز سحر میں انہوں نے غیر واضح بیانات کی تشریح واضح طور پر کرنے میں ایسا کرشمہ دکھایا کہ واقفان حال پر ان کے مطالب آشکار ہو جاتے ہیں اور ناواقفان حال کے لیے ابہام انگیز رہتے ہیں۔

یہ بیانات جو کہ بیک وقت واضح بھی ہیں اور غیر واضح بھی۔ وہ ان کے اپنے اعلیٰ وجدان کی آواز بھی ہے اور پاس انفاس کی تاثیر بھی ہے۔ وہ دوسروں کے علوم وفنون سے واقف نہ تھے۔ اگر چہ کوئی شخص ان کے کلام میں بدیسی الفاظ یا خیالات تلاش کر کے رومیؒ کو غیروں سے فیض یافتہ ثابت کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ رومیؒ کے کلام میں ان کی اپنی روحانی حدت اور قلبی تابش ہے اور ان کے اپنے ہی دل کی مسحور کن موسیقی عشق سے لبریز ہے۔ ان کی پاکیزہ موسیقی جو سب کو اپنے روحانی اثر سے سرشار اور فریفتہ کر کے سماعت کے لیے پیش کرتی ہے۔ رومیؒ بہت ہی لطیف مزاج رکھتے تھے، وہ اکثر ماں کی ممتا سے بہت زیادہ مہربان نظر آتے ہیں۔ وہ غیر معمولی شخصیت تھے۔ بالخصوص اپنے زمانے میں محبوب خدا کی روحانی تعلیمات کو منظم طریقہ سے وسیع پیمانے پر پھیلانے میں مصروف عظیم روحانی رہبر تھے۔ یہ حقیقت ان کے کلام مثنوی شریف، دیوان کبیر اور مجموعہ خطوط سے عیاں ہوتی ہے اور یہ خطوط رومیؒ کے اپنے رفقاء سے خصوصی محبت اور کریمانہ سلوک کو ظاہر کرتے ہیں۔ جن خوش بخت اشخاص نے اس حقیقت کا مشاہدہ کیا وہ بہت ہی شدت سے پیغمبر اسلام ﷺ کے حقیقی وارث دیدار کرنے کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ اور وہ بہت ہی عاجزی اور انکسار، عزت و تکریم سے کہیں گے "ان پر ایسی خدا کی مہربانی اور عنایت خاص ہے، وہ اس فضل سے جسے چاہتا ہے، نوازتا ہے"۔ (۵:۵۴ القرآن)

رومیؒ خاص پیکر وفا اور پیکر اخلاص و منبع سخاوت تھے۔ جب تک اور جو کچھ انہوں نے اپنے قلب اطہر میں اسلامی تعلیمات کے مطابق جاں گزیں پایا اور محسوس کیا، اس کے مطابق اپنی زندگی اس انداز میں گزاری کہ ان کی زندگی کا کوئی بھی پہلو دین اسلام کی تعلیمات کے منافی نہ تھا۔ عشق و یقین کی دل نشین کشش سے اپنی زندگی کو محبت کی سرگرمیوں کا مرکز بناتے ہوئے، دوسروں کو نور ہدایت سے زندگی گزارنے کے مقدس انداز دکھاتے ہوئے "نے" بانسری میں پر جوش روحانی ولولہ سے پھونکتے ہوئے تتلی کی طرح رقص کرتے ہوئے، ان کا دل عشق الٰہی کی آرزو میں ہر وقت جلتا تھا۔ اس میں ہمیشہ درد اور آہیں اسی طرح بلند

ہوتی تھیں جس طرح بانسری کی ایک سر سے درد عیاں ہوتا ہے۔ جو اشخاص یہ درد نہیں رکھتے تھے وہ رومیؒ کو نہیں سمجھ سکتے تھے، وہ مغرور اور متکبر تھے اور مکر و فریب میں مبتلا تھے۔ جو کہ رومیؒ نے محسوس کیا تھا وہ اُسے نہ جان سکے تھے۔ رومیؒ کہتے ہیں۔ ''میں ایسا دل چاہتا ہوں جو درد فراق میں پارہ پارہ ہو کر پھٹ چکا ہو۔ تاکہ میں اس کو اپنی ہجر کی تکلیف سے آگاہ کر سکوں'' یہ ارشاد فرماتے ہوئے وہ ایسے رفقاء کو تلاش کرتے ہیں جو ایسی ہی اولعزم آرزوئیں اور درد محبت سے لبریز شکایتیں رکھتے ہیں۔

رومیؒ نے اپنی تمام زندگی میں بے شمار دکھ درد، تکالیف اور مصائب برداشت کیے۔ لیکن انہوں نے کبھی بھی سخت اور ناگوار رویہ اختیار نہ کیا۔ اور جواب میں کسی کے دل کو کوئی ٹھیس نہ پہنچائی۔ جب رومیؒ خدا کے فضل و کرم کی مداح سرائی کرتے ہیں تو شیر کی طرح بے خوف و خطر دھاڑتے ہیں۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے وہ اپنے سلوک اور رویے میں بہت ہی حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے۔ وہ ہر وقت دوسروں کو اپنے دامن عافیت سے لگانے کے لیے جذبہ محبت سے سرشار رہتے تھے۔ بری خصلتوں مثلاً خودغرضی، ریاکاری، غرور و تکبر، مکر و فریب اور جارحانہ جذبات سے اُن کا دور بھی واسطہ نہ تھا اور ان برائیوں کا ان کے نزدیک سے کبھی بھی گزر نہ ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ دوسروں کو بہت ہی عزت و تکریم دیتے تھے۔ بالخصوص ان احباب کو جن کی ان سے نسبت تھی، ان کو بہت ہی زیادہ شان اور عظمت سے نوازتے تھے۔ اُن کے رفیق خاص، مردِ حق حضرت شمس الدین تبریزیؒ جن سے انہوں نے اپنی روح کی قندیل اور شمع منور کی تھی، انہیں اپنا آقا و مولی اور پیر و مرشد تسلیم کرتے تھے، وہ اپنے مریدین اور شاگردوں کو اپنا روحانی نمائندہ قرار دیتے تھے۔ صلاح الدین زرکوبی کو روحانی رہبر، پیر و مرشد اور بزرگ کے خطابات سے نوازتے تھے۔ حسام الدین حلبیؒ کو ہمیشہ کمال درجہ تکریم و رفعت دیتے تھے۔ ان کا اپنے اہل خاندان کے ساتھ برتاؤ سرکار عالم، نور مجسم حضرت محمد ﷺ کے کریمانہ سلوک کا پرتو اور آئینہ دار تھا۔ ان کا حلقہ طریقت ہر شخص کے لیے عام تھا، جیسے پیغمبر اسلام ﷺ کا حلقہ اسلام نہایت ہی وسیع تھا۔ جو ان سے بہت ہی دور رہتے تھے، رومیؒ ان کے بہت ہی قریب رہتے تھے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے دشمن لاشعوری طور پر ان کی رحمت بھری آغوش میں آنے پر مجبور ہو گئے۔ جب ایک مرتبہ ان کے حلقہ طریقت میں داخل ہوئے پھر کسی نے بھی ان کو نہ چھوڑا۔

مولانا رومؒ ایک طرف سے روحانی اقلیم سے کامل تعلق رکھتے تھے اور دوسری طرف ان کی قرابت داری اپنے عزیز و اقارب سے تھی۔ لیکن انہوں نے ایک لمحہ کے لیے بھی دوسرے کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دی، انہوں نے اپنے لیے خصوصی عزت، اعلیٰ مقام کی خواہش پروان نہ چڑھائی۔ یہ ان کی عاجزی، اخلاص اور خوف خدا کی وجہ سے تھا۔ وہ لوگوں میں ایک عام فرد کی حیثیت سے زندہ رہے۔ وہ لوگوں کی گفتگو مکمل توجہ سے سنتے تھے، ان کے ساتھ کھاتے اور پیتے تھے۔ رومیؒ نے کبھی بھی ایسے لوگوں کے سامنے اپنے اور خدا کے درمیان اپنی کامل دوستی کے روحانی اسرار کسی پر بھی ظاہر نہ کیے، جو روحانیت کے رموز و اسرار سے واقف نہ تھے۔ ایک کامل پیر و مرشد کی حیثیت میں انہوں نے ایسی منکسر زندگی بسر کی جس پر وہ مکمل یقین کے ساتھ عمل بھی کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے دوستوں اور رفقاء کے دلوں میں گھر کرنے کی سعی کرتے تھے۔ وہ اپنی محافل میں فرمائش کرتے کہ

محبوب حقیقی سے متعلق کلام سنائیں اور وہ مستقل طور پر اپنی کامل توجہ سے اپنے رب کی یاد میں محو رہتے تھے۔

وہ ہمیشہ ارشاد فرماتے تھے کہ عشق الٰہی، جذبہ شوق، استغراق اور نیک تمناؤں سے دوسروں کو فیض یاب کرنے کی کوشش کرو۔ یہ پاکیزہ جذبات و احساسات ان کی فطرت اور روح مبارک سے چشمہ ہدایت کی طرح ابلتے تھے۔ وہ ہمیشہ اپنی خصوصی توجہات روحانی کے بابرکت فیوض و برکات سے اپنے اردگرد لوگوں کو نوازتے تھے۔ جو ان کے رنگ و مزاج عشق اور استغراق اور سچی انسانیت کو پا گیا ان پر وہ روحانی رموز و اسرار ظاہر فرما دیتے تھے۔ انہوں نے کبھی بھی دنیا کی امارت، دولت اور عزت پر نظریں نہ جمائیں۔ وہ ہمیشہ اپنی ضرورت سے زائد دولت اشیائے خورد و نوش اور دیگر ضروری استعمال کی چیزیں ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ جب ان کے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز نہ ہوتی تو فرماتے خدا کا شکر ہے کہ آج ہمارا گھر ہمیں سرکار دو عالمؐ کے گھر مبارک کی یاد دلا رہا ہے۔ اپنے صبر و شکر پر کامل عمل کی وجہ سے انہوں نے روحانی پرواز اور روحانی اقلیم اور عالم غیب میں ممتاز مقام حاصل کیا تھا۔ رومیؒ کبھی بھی زکوٰۃ عطیات و صدقات قبول نہ فرماتے تھے۔ اس طرح وہ ممنونیت کے احساس سے پرہیز فرماتے تھے۔ وہ فاقہ کشی برداشت کرتے تھے۔ اُنہوں نے انتہائی پاکیزہ زندگی عاجزی سے گزاری۔ وہ خدا کی رضا کے حصول کے لیے اپنی رہبری کے فرائض کو تحائف و وظائف لے کر داغدار نہ کرنا چاہتے تھے۔

ان کے زہد و تقوی سے معمور پاکیزہ زندگی میں ان کا خوف خدا، شرم و حیاء، پرہیزگاری اور گناہوں سے مکمل محفوظ رہنا بہت نمایاں تھے۔ ان اوصاف جمیلہ کی بدولت وہ خدا کے فضل و کرم سے آسمان ولایت پر روشن ستارے کی چمکے تھے۔ اپنی ذات پر کامل یقین کے ساتھ پاکیزہ زندگی بسر کرنا، ان کے رب کریم کا ان پر بہت ہی عظیم انعام تھا۔ رومیؒ کا خدا کی معرفت کا علم، ان کی رب ودود سے محبت اور مستقل اور ابدی خدا کے قرب کے لیے آرزوئے زندگی میں انہیں آسمان سے ولایت پر قطبی ستارے کی طرح چمکایا، ان کے عشق الٰہی نے عام محبت کے مروج حدود و قیود اور اصول و قوانین کو عبور کر لیا تھا۔ ان کی پاکیزہ اور حقیقی محبت صرف اور صرف خداوند کریم کے لیے تھی۔ انہیں یقین کامل تھا کہ رب ودود ان سے مکمل محبت فرماتے ہیں۔ یہ احساس تحفظ کسی نقصان یا ضرر کا نتیجہ نہ تھا۔ نہ کسی خوف کے فقدان کی وجہ سے تھا۔ نہ خدا تعالی کے عزت و تکریم اور عبادت و ریاضت میں کمی کی وجہ سے تھا۔ یہ یقین کامل، روز جزا و سزا اور حساب و کتاب سے مزین تھا۔ رومیؒ نے خدا کے احسانات کے اظہار کے لیے امید اور خوف میں مکمل توازن قائم کیا ہوا تھا۔ ہم اس متوازن سوچ اور صحیح فکر کو احکم الحاکمین اور رب العالمین کے انعامات اور اکرامات اور تسلیمات کا اقرار کنندہ کہہ سکتے ہیں۔ ان کے اندر کی دنیا سے عشق الٰہی کے سمندر کی لہریں ابھرتی تھیں۔ اور اپنے روحانی فیوض و برکات سے دور و نزدیک کے رفقاء کو فیض یاب کرتی تھیں اس پرخلوص اور باوفا سوچ، اپنے رب کی عنایت اور اپنی نیازمندگی اور فرض کی بجا آوری کے احساس کی بدولت انہیں رفت حقیقی اور استغراق کامل اور توجہات رب ودود اور قرب خداوندی حاصل تھا۔ انہیں قرب خداوندی میں خصوصی مقام حاصل تھا۔ رب کی محبت اور عشق الٰہی کی منازل طے کرتے ہوئے کسی ایک مقام سے اعلیٰ مقام میں داخل ہوتے۔ اور پہلی لذت جام (شراب) چھوڑ کر نیا جام محبت نوش فرماتے۔ اور استغراق کی حالت میں مستقل قیام

فرماتے تھے۔وہ صرف رب کا دیدار کرنا چاہتے تھے۔رب کا مشاہدہ چاہتے تھے۔وہ رب کی کامل معرفت کے طلب گار تھے۔ رب ودود کے جمال کا کامل مشاہدہ اوراحساس طلب فرماتے تھے۔اورصرف اورایک اپنے رب سے ہم کلام ہونے کے تمنائی تھے اوراپنا تمام تن، من اور دھن رب کے لیے وقف کرنا ان کی سعادت تھی۔وہ رب کی کامل محبت میں اتنے شدید اور مخلص تھے کہ اگر ایک لمحہ کے لیے بھی ان کی نظریں مشاہدے سے ہٹتیں تو ہجر میں زاروقطار روتے روتے حالت استغراق میں پہنچ جاتے۔وہ مکمل طور پر اپنے رب کے قرب میں زندہ رہنے کے تمنائی تھے۔وہ شدید استغراق میں بھی آہ وزاری کرتے اور کوشش کرتے تھے کہ وہ محبوب بھی ہوں اور محب بھی اوراپنی زندگی کے تمام لحات اس استغراق کامل اور رقت حقیقی میں بسر کی۔

بہت سے عشاق الٰہی ایسے ہیں جنہیں قرب خداوندگی کی ایسی ہی راحت اور سعادت نصیب ہے جو کہ رومیؒ سے پہلے یا بعد میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔تاہم رومیؒ کی برتری یہ ہے کہ انہوں نے بہت ہی جرأت اور دلیری سے اپنے دیوان کبیر میں اپنے خیالات، تصورات، مشاہدات اور حال وقال کا ذکر منظوم فرمایا ہے۔درحقیقت حضرت محمدﷺ کے زمانہ مقدس سے لے کر آنے والے زمانوں میں بہت ہی عظیم الشان، مقدس اور روحانی ہستیاں تشریف لائیں اور تمام لوگ اتفاق رائے سے ان ہستیوں کو رومیؒ پر فوقیت دیتے ہیں تاہم رومیؒ کی فوقیت میں ایک بہت عظیم الشان خوبی میں پوشیدہ ہے۔اس سلسلہ میں ہم رومیؒ کو روحانی سلطنت کا قائد اور رہبر تسلیم کرتے ہیں جو کہ انتہائی جمیل اور لطیف ہے۔رومیؒ بہت ہی ممتاز روحانی رہبر ہیں جو کہ عام فرد کو رب جمیل کی محبت میں فریضہ کرکے محبوب حقیقی تک پہنچاتے ہیں۔

یہ انسانوں کے بہت عظیم مقام ہے کہ وہ اپنے خالق حقیقی اور محبوب حقیقی سے دل اور روح کی گہرائیوں سے خلوص کے ساتھ محبت شدید کریں اور ہمیشہ اپنے رب کا ذکر شدید محبت سے کریں۔اگر اس مقام سے کوئی اور بلند مقام ہے تو وہ اس حقیقت سے آشنائی اور آگاہی ہے کہ رقت، استغراق، آرزو اور روحانی کیفیت میں انسانوں سے محبت کا خصوصی فضل وکرم اور عنایت ہے۔استغراق، سرمدی تمنا، عشق الٰہی کی ممنونیت کا یقین انسان پر رب کائنات کے خصوصی فضل وکرم اور رحمت اور برکت کی وجہ سے ہے۔رومیؒ ہمیشہ اللہ کے ذکر میں مصروف رہے۔رب کے صفاتی اسموں کا ورد کرتے رہے۔

جب وہ سانس باہر نکالتے تو بھی اللہ کا ذکر کرتے تھے۔وہ اپنے رب کے اس خصوصی فضل وکرم سے آگاہ تھے جو ان کے مزاج اور سرشت، فطرت اور عادت میں رچ بس چکا تھا۔جن کے وجدان اور ذہنی افق یہ مقام حاصل کرنے میں ناکام ہو چکے ہوں وہ اس حقیقت سے باخبر نہیں ہو سکتے۔مندرجہ ذیل گمنام شاعر کی نظم کے مطابق اس میں خدشہ نہیں کہ الفاظ معانی کا خول پیش کرتے ہیں اور خول کے باطن میں عظیم معانی چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔انسانوں کی ذہنی لیاقتیں اور وسعتیں انعامات ربانی حاصل کرنے کے لیے ضروری جزو کے طور پر کام کرتی ہیں۔

اس فضل وکرم کے تمام کاموں کی اساس مخلوق کی اہلیت پر ہے۔

(اپریل کی بارش) بہار کی بارش سے سانپ زہر بناتا ہے، جب کہ سیپ ایک قیمتی اور انمول موتی بناتا ہے۔

کچھ لوگ عشق الٰہی کی حقیقت پر اسلامی نقطہ نظر سے صحیح تدبر اور فکر نہیں کرتے ہیں۔ خدا کے بے شمار عشاق کی طرح، رومیؒ رب العزت کی تقدیس اور پاکی کے عین مطابق بہت ہی جرأت اور پامردگی سے اس پاکیزہ عقیدہ عشق الٰہی کا دفاع کرتے ہیں۔ جو کہ انسانی تصور، محبت، عشق اور رشتہ سے انتہائی ماورا ہے۔ انہوں نے عشق الٰہی کی معرفت کے اسرار کا بہت ہی نادر ورثہ چھوڑا ہے۔ جن کی تشریحات آنے والے زمانوں کے سکالرز رہے ہیں۔

کچھ صوفیائے کرام اور علمائے اسلام ابہام کی وجہ سے آلات موسیقی کے استعمال سے متعلق سوال کرتے ہیں۔ مثلاً بانسری کا استعمال اور سماع کی محافل جو کہ خانقاہوں میں منعقد ہوتی ہیں یہ گروہ اکثر مولوی رقص Whirling Dance پر اعتراضات کرتے ہیں۔ تاہم مولائے رومؒ کو رقص اور وجد کی تشریح کی صداقت پر کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اگر انہیں ذرہ برابر بھی شک ہوتا تو وہ تمام آلات موسیقی توڑ دیتے۔ اور یقیناً تمام ایسے حرکات وسکنات سے ہمیشہ کے لیے پرہیز کرتے۔ حقیقت میں میرا خیال ہے کہ رومیؒ کے قلب اطہر سے جنم لینے والے احساسات مذہب اسلام کی حقیقی روح سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ اسلام کے ایک بلند پایہ بزرگ اور معصوم راہنما ہیں۔ ان کی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ضابطہ اخلاق سے متعلق تشریحات اور تعبیرات دوسروں کو ہرگز یہ اجازت نہیں دیتیں کہ مولائے رومؒ کے صوفیانہ طرز عمل کی مخالفت کریں۔ یہ دو تصورات رومیؒ کے سلسلہ طریقت کو تسلیم کرنے کے لیے ضروری ہیں۔

رومیؒ خاص پیکر وفا اور پیکر اخلاص تھے اور منبع سخاوت تھے اور جو کچھ انہوں نے اپنے قلب اطہر میں اسلامی تعلیمات کے مطابق جاں گزیں پایا اور محسوس کیا۔ اپنی زندگی اس انداز میں گزاری کہ ان کی زندگی کا کوئی بھی پہلو دین اسلام کی تعلیمات کے منافی نہ تھا۔ عشق ویقین کی دل نشین کشش سے اپنی زندگی کو محبت کی سرگرمیوں کا مرکز بناتے ہوئے دوسروں کو نور ہدایت سے زندگی گزارنے کے مقدس انداز سکھاتے ہوئے نے (بانسری) پر جوش روحانی ولولہ سے پھونکتے ہوئے، تتلی کی طرح ناچتے ہوئے، ان کا دل عشق الٰہی اور قرب الٰہی کی آرزو میں ہر وقت جلتا تھا اس میں ہمیشہ درد اور آہیں اس طرح بلند ہوتی تھیں جس طرح بانسری کے ایک سرے سے درد عیاں ہوتا ہے۔ جو اشخاص یہ درد نہیں رکھتے تھے اور نہ سمجھ سکتے تھے وہ مغرور اور متکبر تھے اور مکر و فریب میں مبتلا تھے۔ وہ کچھ بھی محسوس نہ کر سکے جو کہ رومی نے محسوس کیا تھا۔ رومیؒ کہتے ہیں ”میں ایسا دل چاہتا ہوں جو درد فراق سے پارہ پارہ ہوتا کہ میں اس کو اپنی ہجر کی تکلیف سے آگاہ کر سکوں“ یہ ارشاد فرماتے ہوئے وہ ایسے رفقاء کو تلاش کرتے ہیں جو ایسی ہی اولوالعزم آرزوئیں اور درد محبت سے لبریز شکایتیں رکھتے ہیں۔

درحقیقت یہ میرا ہرگز بنیادی مقصد نہ تھا کہ اس عظیم الشان قابل قدر موضوع پر قلم اٹھاؤں۔ بہت ہی اہل اور قابل علماء ہیں جو کہ اس عظیم موضوع پر قلم اٹھائے بیان کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں۔ تاہم یہ درخواست مجھے ایک میرے پرانے اور انتہائی محبوب دوست کی طرف سے موصول ہوئی۔ لہٰذا میں اس درخواست کو رد نہ کر سکا۔ میں نے ایسے موضوع پر لکھنا شروع کیا۔ جو کہ درحقیقت میری دانست میں اور میری وسعت علم سے ماوراء تھا۔ سینکڑوں، حتیٰ کہ ہزاروں علماء وصوفیاء کرام نے رومیؒ

سے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ یہ ان کا فرض منصبی ہے کہ وہ اس عظیم موضوع پر لکھیں۔ اگر وہ کوئی اہم نکتہ بیان کرنے کے متمنی ہیں تو یہ ان کا فرض ہے کہ اس اہم ترین نقطۂ معرفت پر قلم اٹھائیں اس کے باوجود مجھ جیسے عام لوگوں کو بھی کوئی امر مانع نہیں ہے کہ رومی کی عظیم اور باوقار شخصیت پر چند سطریں تحریر کروں۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ میں نے یہی حقیقت سمجھ کر چند سطور درج کی ہیں۔ یہ بہت ہی بہتر ہوتا کہ میں اس موضوع پر تحریر نہ کرتا اور قارئین کو ہدایت کرتا کہ وہ شفیق چن (Shafik Chan) کی تصنیف خاص ''Fundamentals of Rumi's Thought'' جو کہ رومیؒ کی زندگی، شخصیت اور خیالات سے متعلق ہے، کا مطالعہ کریں اور اس کتاب سے براہ راست مستفید ہوسکیں۔ اگرچہ میرے خیالات کا اظہار طویل ہوگیا ہے اس لیے میں پسند نہیں کرتا ہوں کہ میں اپنے محدود علم سے اس عمل میں زیادہ دیر تک مخل نہ رہوں۔ لہذا اب میں اپنے احساسات کے اظہار کا اختتام چاہتا ہوں۔

مصنّفین حضرات رخواتین سے گزارش ہے کہ

وہ اپنے مضامین اور تبصرہ کتب ارسال کرنے کے علاوہ

درج ذیل ای میل ایڈریس

mujallahpjhc@yahoo.com

پر ای میل بھی کریں تاکہ ادارہ ھذا کو اس کی اشاعت،

وضاحت اور تصحیح کے حوالے سے آسانی میسر آسکے۔

اس سلسلے میں ادارہ آپ کے تعاون کا شکر گزار ہوگا۔

عذرا وقار

مدیر مجلہ